پاکستان: قومی اسمبلی کی برخواستگی ـــــ مسیحی ردِّعمل

[۱۸ اپریل ۱۹۹۳ء کو صدرِ مملکت نے دستور کی دفعہ ۵۸ - ۲ (ب) کے تحت اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے قومی اسمبلی توڑ دی اور نواز شریف حکومت برطرف کر دی۔ صدرِ پاکستان کے اقدام کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا اور اب سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق نہ صرف اسمبلی بحال ہو چکی ہے بلکہ نواز شریف حکومت حسب سابق کام کر رہی ہے۔ اگرچہ قومی اسمبلی کے برخواست ہونے سے جس "بحران" کا آغاز ہوا تھا، ابھی ختم نہیں ہوا بلکہ نئی شکلیں اختیار کر رہا ہے۔ قومی اسمبلی کے برخواست کرنے کے صدارتی اقدام کے ساتھ ہی نئے انتخابات کے لیے ۱۴ جولائی کی تاریخ مقرّر کر دی گئی تھی۔ انتخابات کے حوالے سے مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے ایم۔ این۔ اے جناب جے۔ سالک نے اعلان کیا کہ ان کی "قومی مسیحی پارٹی" قبائلی علاقوں کے لیے مخصوص نشستوں کے علاوہ قومی اسمبلی کی تمام نشستوں پر امیدوار نامزد کرے گی۔ انہوں نے "قومی مسیحی پارٹی" کے ٹکٹ پر انتخابات میں حصہ لینے سے دلچسپی رکھنے والوں سے درخواستیں بھی طلب کر لیں۔ ان کی طرف سے ۱۹۹ امیدوار کھڑے کرنے کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ اس طرح مسیحی - مسلم محبت میں اضافہ ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ "قومی مسیحی پارٹی" کے نامزد امیدوار کوئی سیاسی معرکہ جیتنے کی پوزیشن میں نہ ہوتے، تاہم جناب جے- سالک کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے اگر ۱۹۹ نہیں تو کم از کم چند ایک انتخابی حلقوں میں موقع ضرور مل جاتا۔ افسوس کہ جناب جے- سالک کے لیے تبدیل شدہ صورتِ حال میں اپنے ارادے کی تکمیل کا موقع نہیں رہا۔

پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" نے اپنی دو مسلسل اشاعتوں میں قومی اسمبلی کی برخواستگی اور الیکشن ۱۹۹۳ء پر سیاسی کالم شائع کیے۔ کالم نگار کی رائے میں نواز شریف حکومت کے خلاف

> چارج شیٹ میں بہت سی باتیں وہی دہرائی گئی ہیں جو ۶ اگست ۱۹۹۰ء کو محترمہ بے نظیر کی حکومت کو برطرف کرتے ہوئے کہی گئی تھیں۔ سیاہ کاریوں اور اختیارات کے ناجائز استعمال کے سبب ان کے خلاف عدالت میں صدارتی ریفرنس بھی دائر کیے گئے۔ حیرت کی بات ہے، ابھی بہت سے ریفرنس عدالت میں زیرِ سماعت ہیں اور پی-پی-پی نگران حکومت کا حصہ بن گئی ہے۔ اب عوام کس پر اعتماد کریں جب کہ ہر کوئی اپنے مفاد کے لیے سیاست کر رہا ہے۔

انتخابات کے انعقاد کے حوالے سے کالم نگار نے لکھا کہ

> ایک اطلاع کے مطابق اب بے نظیر مطالبہ کر رہی ہیں کہ آئندہ انتخابات فوج کی

سرپرستی میں کروائے جائیں جو ٹھیک نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ صدر صاحب کو اسمبلی توڑ کر حکومت کی باگ ڈور عدالتِ عظمیٰ کے حوالے کر دینی چاہیے تھی اور پھر اسی کے زیرِ سایہ آئندہ انتخابات بھی ہوتے تاکہ تمام پارٹیاں آئندہ انتخابات تک حکومتی مشینری سے باہر رہتیں اور اگر اب ایسا نہیں تو پھر کم از کم الیکشن عدالت یا الیکشن کمیشن کی زیر نگرانی منعقد ہونے چاہییں تاکہ عوام کا اعتماد بحال ہو سکے۔ (پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" - لاہور، یکم مئی ۱۹۹۳ء)

نگران حکومت کے بارے میں کالم نگار نے ذرائع ابلاغ کے اس پروپیگنڈے پر گرفت کی کہ یہ حکومت "پاکستان کی تاریخ کی پہلی قومی اتفاق رائے سے بننے والی حکومت ہے کیوں کہ اس میں تقریباً تمام پارٹیاں شامل ہیں۔" کالم نگار کے الفاظ میں "اگر یہی بات ہے تو ہم ۱۹۷۷ء کی نگران حکومت کو کیا کہیں گے جسے جنرل ضیاءالحق نے تشکیل دیا تھا اور جس میں پی۔ پی کے باغی لیڈروں کے ساتھ مسلم لیگ، جماعت اسلامی، پاکستان جمہوری پارٹی سمیت ملک کی دوسری جماعتوں سے لوگ شامل تھے۔"

ساٹھ ارکان پر مشتمل کابینہ کے بارے میں کالم نگار نے لکھا کہ

ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ نگران حکومت کو اتنی بڑی کابینہ کی ضرورت کیوں پیش آئی جب کہ اسے مختصر سی مدت یعنی ۳ ماہ کے لیے کام کرنا ہے اور اس کا اصل کام آئندہ ہونے والے انتخابات کے انتظامات اور نگرانی ہے گ اتنی بڑی کابینہ قوم وملک کی فلاح و بہبود کے لیے تو کچھ کر نہیں سکتی۔ ہاں البتہ اتنی بڑی کابینہ ملک کی معیشت پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے اور اخراجات کے بوجھ تلے تو ملکی معیشت خوب روندی جاتی ہے۔ (پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" - لاہور، ۱۶ مئی ۱۹۹۳ء)

پندرہ روزہ "شاداب" (لاہور) نے "انتخابات اور اقلیتیں" کے زیرِ عنوان جداگانہ انتخابات کی مخالفت کرتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی کو مشورہ دیا ہے کہ "وہ دیگر روشن خیال جماعتوں کے تعاون سے صدر مملکت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ کم از کم ایک آرڈی نینس کے تحت اقلیتوں کو جداگانہ طریق انتخابات کی لعنت سے آزاد کر دیں۔"

"پاکستان کرسچن پارٹی" کے منتظم اور "کرسچن ریلوے ایمپلائز یونین" کے صدر جانب سموئیل سرویا نے نگران حکومت میں کسی مسیحی کو شامل نہ کرنے پر احتجاج کیا۔ انہوں نے کہا کہ نگران حکومت میں مختلف سیاسی تنظیموں اور برادریوں کو نمائندگی دی گئی ہے مگر مسیحی برادری کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔